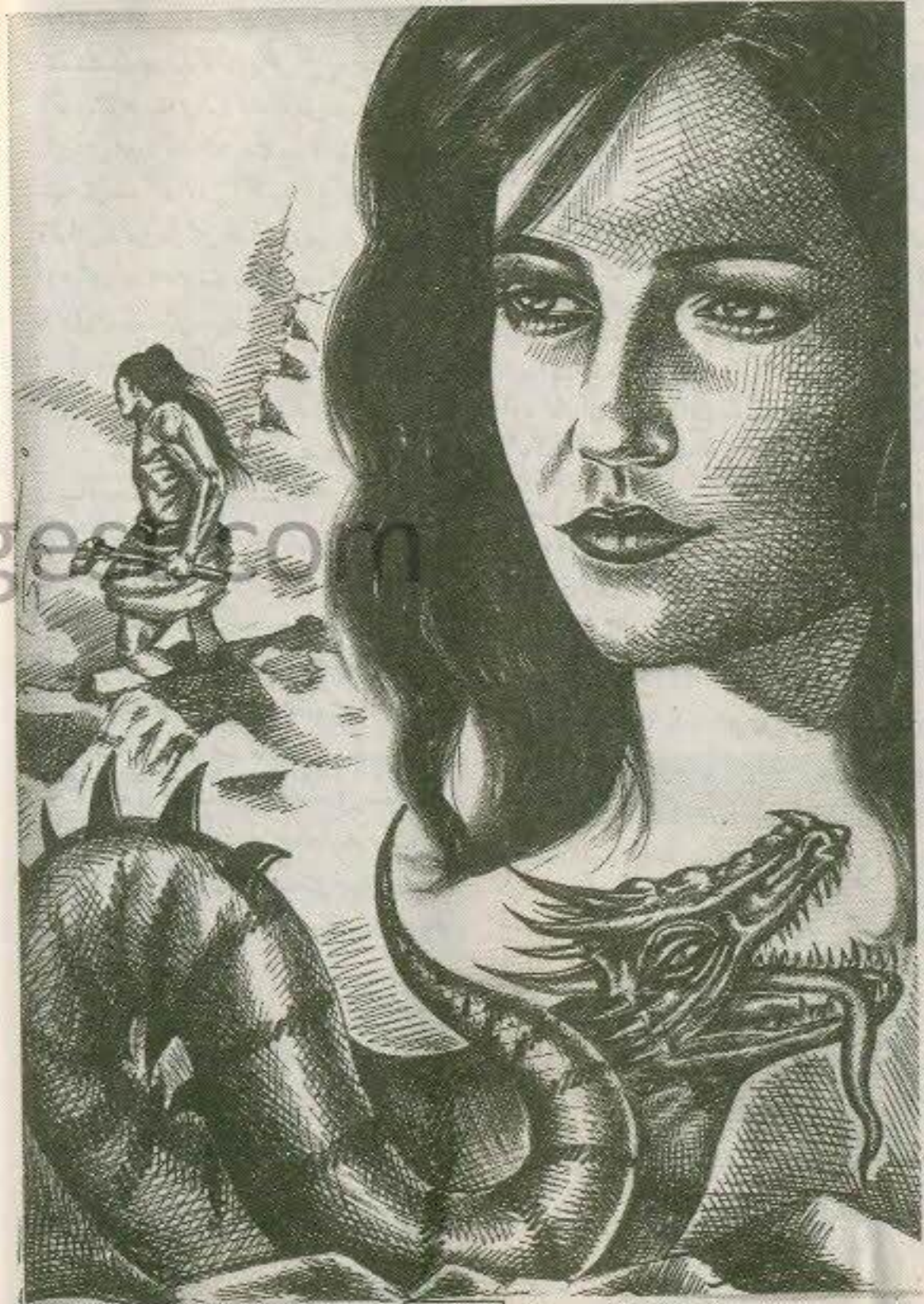


زندہ داستان

تحریر: نگینہ عروج



زنده و استمان

تحریر = تنکینہ عروج

اماں آج پھر ابا نہیں آئے میں کیسے سکول جاؤں گی اگر کل بھی سکول کی فیس ادا نہ کی تو مس میرا نام کلاس سے خارج کر دے گی۔ سلمیٰ اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے چھپا لیے چوہے کی ٹکڑیاں صحیح کرتی ہوئی بولی سلمیٰ کا تعارف اتنا سہا ہے کہ وہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی اور میری بیسٹ فرینڈ تھی اس کا کوئی اور اپنا نہ تھا جس سے دل کی کہتی اس لیے وہ مجھ سے ہر بات کر لیتی تھی سو ایک دن اسے کیا ہوا اپنی اور اماں کی آب جیتی سنا ڈالی۔ آئیے قارئین کرام سلمیٰ کی زبانی اس کی آب جیتی سنتے ہیں۔

میری ماں بیٹائی سے محروم ہے باپ ہر وقت پیسے کی فکر میں لگا رہتا ہے کہ کونسا طریقہ اپنائے جس سے بہت سی دولت اس کے ہاتھ لگے اب میں دسویں کلاس کی طلباء ہوں مجھے پڑھانے کا شوق میری ماں کا ہے باپ تو آئے دن طعنے دیتا رہتا ہے کہ صرف تو باہر آوارہ گردی کرنے کے سوا کچھ کرنے نہیں جانتی ہم نے تم سے کوئی نوکری وکری نہیں کرائی تو تو اگلے گھر چلی جائے گی ہمارے پڑھانے کے خرچے کس کام کے اب میں کوئی بیٹی تو نہیں رہی تھی جو ان ہوں پھر میں میرے اور ماں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا باپ

اب دس دن گھر سے غائب رہتا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ باہر کیا کام کرتا ہے۔ ماں خود بینائی سے محروم بھی بھلا وہ میری کیا حفاظت کرے گی اگر اسی ابا سے یہ سب باتیں کہتی تو وہ ہم دونوں کو مارتا پینٹتا یہ نہ دیکھتا بیوی ہے یا بیٹی اس قدر ظالم بن جاتا ماں کو دیوار کے ساتھ اس طرح زور سے دھکا دیا کہ ماں کا سر پھٹ گیا میرا حال درد کی وجہ سے یہ ہوتا کہ میں چار چار دن سکول نہ جاسکتی کیونکہ واضح نسل میرے چہرے پر چھینٹوں کے پڑے ہوتے تھے ابا کے ہاتھ میں جو چیز بھی آئی مارتا اگر چو لہے پر ہڈیا پکتی ہوگی تو جان بوجھ کر کہیں گے یہ بھی کوئی چیز پکانے والی بھی جاہل عورت ابا سے میں نے کہا میں نے پکانی ہے پر وہ کوئی سنتا ہمارے گھر میں ایک ماہ میں قریب چار مرتبہ ہڈیا پکتی بھی اور وہ بھی غصے میں آتے زمین پر دے مارتا اور خود ہوٹل پر جا کر کھانا کھا لیتا ابا کہ یہ روز کا معمول بن گیا تھا ہم گھر میں بھوکے رہتیں میں نے اب تھوڑا سلائی کا کام سیکھ لیا تھا اسی وجہ سے محلے کی تمام عورتیں مجھ سے کپڑے سلائی کرواتی ایک تو ترس کرتیں کہ غریب ہے کوئی کما کر کھلانے والا نہیں میرا باپ تو نام کا ہی باپ ہے اب میں اتنا کام کر لیتی ہوں کہ گھر کا چولہا چل جاتا ہے ماں اکثر بیمار رہتی ہے اس کی دوائی سرکاری ہسپتال سے لے آئی ہوں

جس کی وجہ سے دوائی کا خرچہ نہیں ہوتا اب سوچتی ہوں  
دسویں کلاس کے پیر دے کر آئے پڑھنا چھوڑ دوں۔ میں خود  
بھی اس ماحول اور باپ کے طعنوں کی وجہ سے ایسا کرنے پر  
مجبور ہوں اب سارا دن ماں کے پاس رہتی ہوں ابا کو گئے  
ہوئے آج پورے دس دن ہو گئے تھے بتائے بغیر غائب رہتا  
لوگوں سے فرض لے کر کئی کئی دن نہ آتا لوگ ہمیں تنگ  
کرتے اور ہماری بے عزتی کرتے کہ کیسا انسان ہے فرض  
ہم سے لے کر فرار ہو گیا کیا اسے یہ پتا نہیں کہ ہم کوئی بھی چیز  
اٹھا کر لے جاسکتے ہیں۔ ابا فرض بھی ان پرے لوگوں سے  
لیتا جو خود اپنی عورتوں کی پروا نہ کرتے انکا اشارہ میری طرف  
ہوتا اور سے پیٹ کا ایندھن بھرنے کے لیے کبھی ایسا بھی ہوتا  
کہ سلائی کے لیے کئی کئی دن کپڑے نہیں آتے جیسی وجہ سے  
ہم دونوں ماں بیٹی کئی کئی دن بھوکے رہیں اور دروازے پر  
نظریں جمی رہیں کہ ابھی کوئی اپنا رشتہ دار والے پوچھنے آئے  
گے یا کوئی کھانا لے کر آئے گا۔ اتفاقاً ایسا بھی ہوا دروازے  
پر کسی نے دستک دی میں اٹھی تو چکر اسی گئی کیونکہ بھوک اب  
برداشت سے باہر ہو گئی تھی چکرانی اور ڈنگا تے ہوئے  
قدموں کے ساتھ دروازے پر گئی اور کھولتے ہی ایسا چکر آیا  
اگر کوئی سہارا نہ دیتا تو باہر گئی میں گرتی۔ ماں بیچاری یہی  
پوچھتی رہی کئی بیٹی کون ہے سسکی بیٹی کہاں چلی گئی۔ تو تو بولتی  
کیوں نہیں۔

ہائے میری سلسلی ----- سا----- سا-----  
اندھی تو توتھی اب ستیا بھی گئی ہے چار پائی پر پڑی ہے میری  
لاڈلی کیوں کیا ہوا وہ بولتی کیوں نہیں ارے اندھی عورت  
آنکھیں ہوش تو دیکھ لیتی یہ پوش پڑی ہے جا جا کے نکلے سے  
پانی نکال کر ایک دو چھینے مارا تھ جیسے کہ یہ ظالم میرا باپ تھا۔  
اس نے ایک دردناک چیخ ماری اور میری طرف ڈنگمگانی ہوئی  
وڑی اور میرے منہ پر ہاتھ مارتی رہی مگر میں بے سدھ پڑی  
تھی ظالم باپ تو وہاں ہی بیٹھا چکن اڑتا رہا جو باہر ہوئے سے  
لے آیا تھا گھر میں تو کئی دن فاقے کاٹنے کے بعد میری ایسی  
حالت ہوئی ماں نے تو صبر کر لیا مگر میں اتنے دن کی بھوک  
برداشت نہ کر سکی۔ آخر ماں نکلے کی طرف لپکی جیسا بھی برتن  
ہاتھ لگا نکلے سے پانی لیا اور میرے منہ پر چھینے مارنے  
لگی۔ اب مجھے ہوش آ گیا تھا انھی تو ظالم باپ پہ نظر پڑی جو  
مسسل خانے میں مصروف تھا ماں مجھ پر واری واری جارہی  
تھی میری بیٹی کو کیا ہوا۔ اب ماں بیٹی پیار ہی کرتے جاؤ گے  
کہ کچھ پیسے کا بھی خیال کرو گی آ جاؤ پھر ایک دوسرے سے  
لاڈلیاں کرتے رہنا لگتا ہے تم ماں بیٹی کو اس کے علاوہ اور کوئی  
کام آتا ہی نہیں اب آنجی جاؤ باپ کی آواز پر میں آنجی  
گرتے پڑتے قدموں کے ساتھ آ کے بولی۔ اب کیا تو اتنا کر



سے ماحول میں ہی خدا کے لیے ترس لھاؤ تمہاری سلی بی بی ہے  
لوگ تو سونگلی بی بی کے ساتھ اس طرح کا برا سلوک نہیں  
کرتے خدا کے لیے ایسا مت کرو ہماری ایک ہی جمع پونجی  
ہماری بی بی ہے کل کائنات میں ہمارا ایک ہی سہارا ہے میں  
ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔۔ واہ۔۔۔۔۔ واہ  
چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں ابانے زور سے امی کو بالوں  
سے پکڑ کر نوچا اور کہنے لگا اے اندھی عورت جو میں کہتا ہوں  
کر گزرتا ہوں ایسا ہی ہوگا وہ میری بی بی ہے یہ کہہ با جلا گیا  
مگر دروازے سے پھر واپس مڑا اور کہنے لگا کل اسے تیار رکھنا  
شادی ہے اس کی دولہا اور دو گواہ ایک میں اور مولوی نکاح  
پڑھانے والا ہوگا اگر اس میں کچھ گڑبڑ ہوئی تو پھر پتا ہے میں  
کیا کرتا ہوں اچھا جا رہا ہوں جب سلی نے یہ سنا تو سکتے میں  
آگنی ماں نے کئی مرتبہ بلایا جواب نہ دیا قریب آؤھا گھنڈا سی  
طرح رہی پھر جب سکتے سے باہر آئی تو اپنے نصیبوں پر غور  
کرنے لگی پہلے تو گھر کے اچھے برے حالات سے بالا پڑتا  
تھا اب مجھ پر ایک نئی قیامت ڈھائی جا رہی تھی ماں کے گلے  
لگ کر زور قطار روئے لگی ماں بھی بہت روئی اور مجھ سے کہنے  
لگی بی بی ساری زندگی میں نے تمہیں دکھ ہی دیے ہیں مجھے  
معاف کرنا تیرے باپ نے اپنا حکم سنا دیا ہے اس میں اب  
کوئی کچھ نہیں کر سکتا مجھے معاف کرنا۔ تیرے باپ نے اپنا  
حکم سنا دیا ہے اس میں اب کوئی کچھ نہیں کر سکتا ماں کی یہ بات  
سن کر باؤں تلے سے جیسے زمین نکل گئی ہو مجھے اور کچھ نہ سوچا  
چوہے کی طرف دوڑی اور مٹی کے تیل کی بوتل اور ماچس  
لے کر سلی اپنی ماں کے پاس آگئی قارئین کرام اس کے بعد  
کے واقعات اب میں بتاتی ہوں۔

سلی نے زور قطار روئے لگی ماں اس کے چہرے  
کو ہاتھوں میں لے کر پیار کرنے لگی مت رو بی بی ہم کہیں چلے  
جائیں گے اس ظالم انسان سے چھٹکارا حاصل کریں گے  
تیرے ظالم باپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا ہم کدھر گئے ہیں سلی  
ماں کی باتیں چپ چاپ سنی جا رہی تھی سلی تو پوچھتی کیوں نہیں  
سلی بغیر جواب دینے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ماں کو گلے  
لگا لیا بھی ماتھا چومتی بھی آنکھوں پہ ہوسہ دیتی اور بھی ہاتھ  
چوم کر اپنے گالوں پر لگاتی بیروں پہ سر رکھ کر دل میں دعا  
کرتے لگی اے خدا یا میں بہت مجبور ہوں ماں کو کوئی سہارا نہ  
دے سکی مجھے پتہ ہے خودکشی حرام ہے بریں نصیبوں ملی کہاں  
جاؤں گی اندھی ماں کو لے کر ادھر باپ ظلم پر ظلم ڈھائے جا رہا  
ہے اوپر سے نئی قیامت باپ نے بیٹیوں کے لالچ میں آکر  
بوڑھے آدمی کے آگے بیچ ڈالا۔ میں کروں تو کیا کروں کوئی  
بھی رشتہ دار پوچھنے والا نہیں ہے سب ہمیں چھوڑ گئے ہیں  
جائے تو کہاں جائے اس خود غرض دنیا میں جب اپنے نہ بنے

تو غیروں سے کیا فریاد کریں گے تو خدا یا کوئی اپنا بھائی بھی  
نہیں سلی کی آس ہم لگا سکے خدا یا تیری تو میں مجرم بنوں گی  
ہی اپنی اندھی ماں کی بھی مجرم ہوں گی جس سے زندگی کھونے  
جا رہی ہوں یہ تو صرف تیرے پاس حق تھا زندہ اور مردہ  
کرنے کا نمبر میں بہت مجبور ہوں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں  
خشیش تو میری آخرت میں ہو ہی نہیں سکتی خدا یا واسطہ حسن  
حسین اور ان کے نانا کا قیامت کے دن میرے باپ کو اور  
ہمیں دکھ دینے والے لوگوں کو ہمارے روبرو ضرور کرنا آخر  
میں خدا یا بھی دعا ہے میری ماں کو اپنے سائے تلے رکھنا اور  
مجھے جہنم کے سپرد کر دینا کیونکہ ماں بے تصور ہے اور میں تیری  
اور ماں دونوں کی مجرم ہوں سلی کی ماں کے پیڑ پورے کے  
پورے بھیک چکے تھے ارے بی بی اٹھ جا اب بس کر نہیں تو میرا  
گلہ بھٹ جائے گا اپنے آنسو پونچھ لو اب میں تجھے اور روتا  
نہیں دیکھ سکتی سلی ماں کے قدموں سے اٹھ کر ماں کے پاس  
چارپائی پر بیٹھ گئی اور بولی ماں تو چاہتی تھی نا ہم یہاں سے  
بھاگ جائیں اور اس ظالم انسان سے چھٹکارہ حاصل کر لیں  
ہاں ہاں کیوں نہیں بی بی میں ایسا ہی چاہتی ہوں بہت ظالم  
انسان کے ظلم برداشت کر لیے تو پھر ماں ہم ابھی چلے جاتے  
ہیں۔ بی بی ہمارے پاس تو کہیں جانے کے لیے کرایہ بھی نہیں  
اور نہ کوئی کھانے پانے کا آسرا سلی ہاتھ پکڑتے ہوئے ماں  
سے بولی۔ پتا ہے وہاں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوئی سلی  
نے ماں کے ہونٹوں پر اپنی رکھ دی کہ ماں اب تو نے خاموش  
رہنا ہے رہی کرائے اور کھانے پانے کی بات تو کلمہ کا ورد  
شروع کر دیں ہو۔۔۔۔۔ ہو کہا بولنا نہیں ماں نے سلی کے  
کہنے پر کلمہ پڑنا شروع کر دیا اسے کیا پتہ تھا کہ وہ کیا کرنے جا  
رہی ہے سلی اتنے میں اندر سے واپس ماں کے پاس آئی اور  
ماں نے جو سلی کے لیے شادی کا سوٹ رکھا ہوا تھا وہ پہن کر  
اور دوپٹے کو مٹی کے تیل میں بھگو کر اپنے ارد گرد پھیٹ لیا اور  
ماں سے کہنے لگی دیکھ ماں آج میں دولہن بنی ہوئی ہوں دیکھ  
مجھ پہ کتنا روپ چڑا ہے اچھا تو میری بی بی دولہن بنی ہوئی ہے  
پر تو میرے پاس کیوں نہیں آئی۔ اماں جی آرہی ہوں یہ لے  
یہ کیا ہے ماں دوپٹہ ہے جس طرح دولہن پر دیا جاتا ہے اسی  
طرح مجھ پر دوپٹہ بی بی اس میں سے مٹی کے تیل کی بدبو آ رہی  
ہے اور گیلان بھی ہے سلی نے زبردستی ماں کے ہاتھوں سے  
دوپٹہ سر پہ لے لیا آہوں اور سسکیوں کے ساتھ روتے  
ہوئے ماچس کی تیلی جلائی اور اپنے دوپٹے کے پلو پر لگائی اور  
ماں کے گلے لگ گئی چند منٹوں میں دونوں ماں بی بی جھپٹی رہی  
اور ساتھ ہی ساتھ انہیں دنیا کے غموں سے نجات ملتی رہی  
میری پیاری سی فریڈ اور اس کی ماں ساری زندگی کے لیے  
مجھے چھوڑ کر چلی گئی اب جو اس ظالم انسان کا حال ہوتا ہے

ہیں۔

جب محلے والوں نے دھوکے کو اٹھتا دیکھا تو  
سلی کے گھر کی طرف بھاگے اندر سے کندی لگی ہوئی تھی  
آخر انہیں دروازہ توڑنا پڑا جب اندر آئے تو دونوں ماں بی بی  
اس دنیا سے بے خبر ایک دوسرے کے ساتھ چلنے کی وجہ سے  
وہ ایسی محسوس ہو رہیں تھیں کہ ایک ہی نفس تھی دونوں مردہ  
پڑی تھیں جسم راکھ ہو چکا تھا لوگوں کے سوا ان کا اور کوئی نہیں  
تھا دونوں کی نعشیں دیکھنے والی نہیں تھی اس لیے مغرب کی نماز  
کے بعد انہیں دفنایا گیا کفن دفن تک محلے والوں نے خود مد  
داری نبھائی ہر ایک کی آنکھ سو گوار تھی سلی کی جوان نعش اور  
اندھی ماں ایک کھرا م برپا کرنے والی رات تھی اس طرح  
شام بھی گزرتی۔ ظالم انسان اب تک نہ آیا میرے خیال میں  
وہ گواہوں کو پیسے دے کر تیار کر رہا ہوگا۔ اس نے اپنی بی بی کا  
سودا کیا تھا خیر دوسرا دن بھی آگیا ظالم انسان دو گواہوں دولہا  
مولوی اور خود جب آ کے گھر کی حالت دیکھی تو پوچھنے لگا یہ  
کیسے ہوا میری بیوی اور بچی کہاں ہے محلے والوں میں سے  
ایک مغر ز سا آدمی بولا اب بس کرو ڈرامہ ختم ہو گیا ہے۔  
اٹکے خون تمہارے کندھوں پر ہمیشہ سوار رہے گے۔ انشاء اللہ  
اور تو ان دونوں کا مجرم ہے اتنے میں کسی نے پولیس کو بھی اطلا  
ع کر دی جب پولیس آئی تو گواہ وغیرہ تو وہ گیارہ ہو گئے مگر  
دولہا ساٹھ سالہ بوڑھا اور خود قابو میں آ گیا۔ ان دونوں کو  
گرفتار کر کے تھانے لے گئے پوچھ کچھ کرنے کے بعد اس  
نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا مگر اب اس سے کچھ حاصل نہ تھا  
اب وہ واپس آنے والی نہیں تھیں اسے پرل کیس بنا کر سنٹرل  
جیل بھیج دیا گیا اس واقعات کو چھ ماہ گزر چکے ہیں آخر اسے  
پھانسی کی سزا دی گئی اب وہ ظالم انسان پاگلوں کی طرح  
دیواروں سے ٹکرے مارتا رہتا ہے اپنے بالوں کو نوچتا رہتا  
ہے ابھی تک اسے پھانسی نہیں دی گئی تھی کیونکہ ایک دن  
S.H.O کے خواب میں دونوں ماں بی بی آئی اور پولیس کہ  
اسے پھانسی نہیں دینا ہم اسے خود سزا دے گی اگر تم لوگوں نے  
ایسا کیا تو ہم سب کو نہیں چھوڑے گی۔ آج تک اسے پھانسی  
نہیں دی گئی کیونکہ ماں بی بی نے اس ظالم انسان کی سزا مقرر  
کی ہوئی ہے ہر روز رات کے بارہ بجے دونوں خوفناک  
آنکھوں کے ساتھ آتش بھرے شعلے نکالتیں ہیں جس کی وجہ  
سے اس کا جسم جھالوں سے بھر جاتا ہے اور اپنے نوکیلے  
ناخنوں کے ساتھ اس پر حملہ کرتیں اس ظالم انسان کا کہنا ہے  
ان دونوں کی ماراں پولیس والوں سے زیادہ خطرناک اور درد  
ناک ہے اس کا کہنا ہے کہ اسے پولیس والو ہر وقت مجھے  
مارتے رہو ورنہ وہ مجھے مار دے گی خدا کے لیے ایک منت  
کے لیے مجھ سے جدا نہ ہوا کرو